دورانِ جماعت صف میں
کھڑے ہونے کا صحیح طریقہ
مصنف: سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری نظامی
ناشر: مکتبہ محبوبین، جمیل ٹاؤن، روہتاس روڈ، جہلم، پاکستان

دورانِ جماعت صف میں کھڑے ہونے کا صحیح طریقہ

تقریظ

صاحبزادہ پیر محمد ظہیر الدین معظمی

ناظم قمر العلوم جامعہ مظہریہ قمر سیالوی روڈ گجرات

مصنف

سید عطاء اللہ شاہ بخاری نظامی

خطیب جامع مسجد نور جادہ جہلم

و جامع مسجد بسم اللہ پاسپورٹ آفس جہلم

ناشر:

مکتبہ محبوبین

جمیل ٹاؤن، روہتاس روڈ، جہلم، پاکستان

رابطہ: 0321-5463222، 0333-5463222

انتساب

اپنے استادِ مکرم و مشفق

حضرت علامہ مولانا مختار احمد تبسم رحمۃ اللہ علیہ

موضع اجووال نزد کٹھیالہ شیخاں۔ پھالیہ۔ منڈی بہاؤالدین

کے نام جن کے وصال کے بعد میری کیفیت یہ ہے۔

وقفِ خوف و ہراس لگتا ہے
دل مصائب شناس لگتا ہے
تو جو اوجھل ہوا نگاہوں سے
شہر سارا اداس لگتا ہے

عرضِ مصنف

تاجدارِ کونین ﷺ نے صف بندی کو نماز کا حسن قرار دیا ہے۔'' اور صفوں میں رخنہ وغیرہ کو ناپسند فرمایا ہے۔ مگر آج کل لوگ اس معاملے میں غفلت اور تساہل سے کام لیتے ہیں جس کی وجہ سے نہ صرف نماز میں کراہت پیدا ہو جاتی ہے بلکہ جماعت کے فیوض و برکات سے محرومی بھی ہوتی ہے، اور اس کے فوائد بھی ختم ہو جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے راقم الحروف نے اس اہم موضوع پر زیرِ نظر کتاب کو تحریر کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ تاکہ عوام الناس کی اصلاح ہو اور اِس عاجز کی نجاتِ اخروی کا کچھ سامان ہو جائے۔

اس کتاب کی اشاعت و تدوین کے سلسلے میں سب سے پہلے خصوصی طور پر اپنے مخدوم محترم جناب قبلہ صاحبزادہ پیر محمد ظہیر الدین معظمی صاحب کا شکر گزار ہوں جنہوں نے زبانی بھی اور اپنے زرّیں خیالات کو صفحۂ قرطاس کی زینت بنا کر ناچیز کی حوصلہ افزائی کی۔ اگرچہ آپ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے یہ فقیر اپنے آپ قطعاً اس کا مصداق نہیں سمجھتا۔ تاہم دعا ہے کہ ربّ کائنات مجھے ویسا بنا دے جیسا آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ میں آپ کے ان تمام کلمات کو دعا جانتے ہوئے ان پر آمین کہتا ہوں۔

اُن کے علاوہ جناب ڈاکٹر رشید نیاز صاحب (نیاز کانٹے والے مشین محلّہ نمبر 2 جہلم) اور میرے باذوق دوست جناب سرمد صاحب نے بھی تعاون کر کے مجھے اپنی محبتوں اور شفقتوں کا احساس دلایا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان تمام قدسی صفت حضرات کو دینوی و اخروی سعادتوں سے بہرہ مند فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

سید عطاء اللہ شاہ بخاری نظامی

جمیل ٹاؤن جہلم

ابتدائے سُخن

﴿تقریظ﴾

اسلاف کے کارناموں کو اجاگر کرنا اور اخلاف کی مساعیٔ جمیلہ کو خراجِ تحسین پیش کرنا زندہ قوموں کا شعار اور وطیرہ رہا ہے۔

زیرِ نظر کتاب ''دورانِ جماعت صف میں کھڑے ہونے کا صحیح طریقہ''

میرے ممدوح و موصوف، فاضلِ جلیل حضرت علامہ سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نظامی کی تصنیف لطیف ہے۔ اس تحریر دل پذیر کے ورق ورق، سطر سطر اور حرف حرف میں تحقیق و تفتیش کی مہک موجود ہے۔ جس نے میرے مشامِ جاں کو اس طرح معطر کیا کہ میں نذرانہ قلم ادا کئے بغیر نہ رہ سکا۔ موصوف میرے خاص احباب میں شامل ہیں۔ آپ ہر چھوٹے بڑے، اپنے پرائے، بیگانے اور یگانے کی قدر و منزلت سے بخوبی آگاہ ہیں۔ خصوصاً علماء و مشائخ کے تو دلدادہ ہیں۔ آپ کا باطن، ظاہر کی طرح آراستہ و پیراستہ ہے اور علمی و عملی زندگی خوب تر اور محبوب تر ہے۔ قرآن و حدیث اور فقہ حنفی کو اپنی خداداد عالمانہ صلاحیت اور ضیاء باریوں سے روشن و منور کرتے ہیں۔ اہل قلوب کو چھلکتے جام محبت پلا کر سکون و قرار سے نوازتے ہیں۔ گم گشتگانِ بادیۂ ضلالت کو اپنی علمی و روحانی شعاعوں سے راہِ ہدایت پر گامزن کر کے منزل آشنا کر دیتے ہیں اور آپ کی ہر تقریر و تحریر کے فیضانِ علمی سے باطل قوتیں پاش پاش ہو جاتی ہیں۔ میرے خیال میں ایک ثقہ عالم دین میں جملہ علوم و فنون کی ترویج و تبلیغ اور نشر و اشاعت کے لئے حسبِ ذیل اوصاف کا پایا جانا ضروری ہوتا ہے۔

۱۔ مدرّس ہونا

۲۔ مصنّف ہونا

۳۔ مقرّر ہونا

بحمدہ تعالیٰ حضرت علامہ سید عطاء اللہ شاہ صاحب کا شمار ان علماء میں ہوتا ہے۔ جن میں یہ سبھی اوصاف بدرجۂ اتم موجود ہیں۔ لاریب آپ ایک کامیاب ترین مدرّس، عمدہ ترین مصنّف اور بلند پایہ خطیب و مقرر ہیں۔ فاضل مصنّف نے بے حد عرق ریزی، جانفشانی اور جدوجہد کے ساتھ اس نازک اور اہم مسئلہ پر قلم اٹھا کر اسے سہل بنایا ہے اور ساتھ ہی ساتھ احادیث کی شافی توضیح و تشریح نیز اس فن کے اہم مسائل پر سیر حاصل تبصرہ بھی رقم فرمایا ہے۔

بارگاہِ حمدیت میں دست بدعا ہوں کہ اے خالق و مالکِ ارض و سماء فاضل موصوف کی اس دینی کاوش کو اپنی بارگاہِ بے کس پناہ میں شرفِ قبولیت عطا فرما کر انہیں اجر عظیم سے نواز، ان کے علم و عمل میں خوب خوب اضافہ فرما، اس کاوش کو ذخیرۂ و توشۂ آخرت بنا اور ہم سب کو تاحیات علوم دینیہ کی خدمت کرنے کی سعادت ارزانی فرما۔

آمین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

ایں دعا زمن و از جملہ جہاں آمین باد

صاحبزادہ محمد ظہیر الدین معظمی

فاضل بھیرہ شریف

فاضل درس نظامی، ایم اے (عربی) پنجاب یونیورسٹی

ناظم قمر العلوم جامعہ معظمیہ، دار الشیر للبنات، قمر سیالوی روڈ گجرات

نوٹ: صاحبِ تقریظ جناب قبلہ صاحبزادہ پیر محمد ظہیر الدین معظمی صاحب کا اور ان کے خاندان کا تعارف اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

صاحبِ تقریظ کی ایک تعارفی جھلک

جناب قبلہ صاحبزادہ پیر محمد ظہیر الدین معظمی صاحب ایک معروف علمی و ادبی شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ ملکِ پاکستان کے ایک بہت بڑے روحانی خانوادے[1] کے قابلِ فخر فرزند بھی ہیں۔

آپ نہ صرف جامع المعقول والمنقول ہیں بلکہ جدید عصری علوم پر بھی دسترس رکھتے ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے عربی امتیازی حیثیت سے کرنے کے علاوہ آپ نے **الشہادۃ العالمیہ فی العلوم العربیہ والاسلامیہ** کی سند بھی حاصل کر رکھی ہے۔ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف سے آپ نے دورۂ حدیث کا شرف حاصل کیا ہے۔ جو کہ حضور ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ (الازہری) کا قائم کردہ عالمگیر شہرت رکھنے والا ادارہ ہے۔

۱۔ آستانہ عالیہ معظم آباد شریف (تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا) کے اعلیٰ حضرت خواجہ محمد معظم الدین مرولوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفّٰی 1907ء اور اُن کی جملہ اولاد کا آستانہ جنت مثال سیال شریف کے ساتھ روحانی وابستگی کا دورانیہ ایک صدی سے زائد عرصے پر محیط ہے۔ قبلہ صاحبزادہ پیر محمد ظہیر الدین معظمی صاحب بھی اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی ہیں۔ رشتے کے اعتبار سے حضرت خواجہ محمد معظم الدین مرولوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے جدّ امجد ہیں۔ حضرت خواجہ محمد معظم الدین مرولوی رحمۃ اللہ علیہ وہ نابغۂ روزگار شخصیت ہیں جنہوں نے نہ صرف اعلیٰ حضرت سیال شریف حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ (1214ھ-1300ھ) کی نمازِ جنازہ کی امامت کا شرف حاصل کیا بلکہ آپ کی جملہ اولاد کی تعلیم و تربیت کی سعادت بھی آپ ہی کے حصہ میں آئی اور سیال شریف کی جامع مسجد کی امامت کی ذمہ داری بھی تاحیات آپ کو سونپی گئی نیز فتویٰ نویسی و تعویذ نویسی کا بارِگراں بھی تادمِ آخر آپ کے خوش نصیب کندھوں پر رہا اور آپ کا شمار حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے چار جلیل القدر خلفاء (پیر سید حیدر شاہ رحمۃ اللہ علیہ جلالپور شریف المتوفّٰی 1908ء، پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف المتوفّٰی 1937ء، خواجہ معظم الدین مرولوی رحمۃ اللہ علیہ معظم آباد شریف المتوفّٰی 1907ء، خواجہ فضل دین رحمۃ اللہ علیہ چاچڑاں شریف المتوفّٰی 1880ء) میں ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ معظم الدین مرولوی رحمۃ اللہ علیہ کی سعادتوں کی معراج وہ واقعہ ہے جس کو حضور ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ اپنے الفاظ میں یوں بیان کرتے ہیں: "میری خصوصی درخواست پر شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین سیال شریف نے یہ واقعہ اپنی زبانِ مبارک سے یوں بیان کیا۔ مجھے مولانا محمد امین صاحب چکوڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ حضرت مولانا معظم الدین صاحب مرولوی رحمۃ اللہ علیہ کبریت احمر کی زکوٰۃ کے ایام میں خدمت عالی میں حاضر رہا کرتے، اور ہر طرح کی خدمات بجالاتے۔ انہوں نے اپنا چشم دید واقعہ یوں بیان کیا کہ اعلیٰ حضرت نے سیال شریف سے باہر مغرب کی طرف ایک جگہ کو کبریت احمر شریف کی زکوٰۃ کیلئے مقرر فرمایا: میری ڈیوٹی یہ تھی کہ میں کسی کو اس خلوت میں مخل نہ ہونے دوں چنانچہ جس روز زکوٰۃ کا اختتام تھا۔ چاشت کا وقت تھا آپ تلاوت میں مصروف تھے میں کافی پیچھے ہٹ کر بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک اندھیرا سا ہوا جیسے صبح صادق کا وقت ہو اسی اثناء میں چند گھڑ سوار آسماں کی طرف سے اترے، حضرت نے آگے بڑھ کر (بقیہ اگلے صفحہ پر......)

آج کل آپ قمر العلوم جامعہ معظمیہ اور دار البشیر للبنات (قمر سیالوی روڈ گجرات) اِن ہر دو اداروں کی نظامت کے فرائض بھی بحسن وخوبی سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ نے دورِ جدید کے تقاضوں کو مدِّنظر رکھتے ہوئے اپنے اداروں میں حفظ و ناظرہ، تجوید و قرأت، درس نظامی، دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کے نصاب کے علاوہ میٹرک، انٹر میڈیٹ، گریجویشن اور کمپیوٹر کی تعلیم کا مربوط انتظام کیا ہے۔

تیرا خاورِ درخشاں رہے تا ابد فروزاں
تیری صبحِ نور افشاں کبھی شام تک نہ پہنچے

کتاب ھٰذا کے مصنف بھی آپ ہی کے ادارے قمر العلوم جامعہ معظمیہ کے تعلیم و تربیت یافتہ ہیں۔

(ادارہ)

(بقیہ گزشتہ صفحہ کا......) ایک شاہسوار کی قدم بوسی کی یہ حضور نورِ مجسم سرورِ عالم ﷺ کی ذات ستودہ صفات تھی۔ حضور ﷺ کے دست مبارک میں ایک دستار تھی جو آپ کے سر پر باندھی گئی اس عزت سے مشرف کرنے کے بعد حضور ﷺ روپوش ہو گئے۔ میں نے حاضر خدمت ہو کر اس عزت افزائی پر مبارکباد عرض کی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا کہ آپ نے بھی زیارت کی ہے۔ میں نے عرض کیا آپ کے صدقے مجھے بھی یہ سعادت عزیز نصیب ہوئی ہے۔"

("مقالات" از جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ جلد 1، صفحہ 416 مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور جنوری 1990ء)

حضرت خواجہ محمد معظم الدین مرولوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بھی سرمدی سعادت ہے کہ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے آپ ہر روز عصر تا مغرب آستانۂ عالیہ سیال شریف پر سالکین کی تربیتی نشست منعقد کرتے تھے اور اُن کے سامنے آپ طریقت و حقیقت کے اسرار و رموز پر سیر حاصل گفتگو فرماتے اور راہِ سلوک و تصوف کے مسائل کی گتھیاں سلجھاتے اور راہ نوردانِ جادۂ طریقت کو پیش آمدہ رکاوٹوں کا حل بیان فرماتے تھے اور آخر میں اُن کے سامنے مختصر و جامع خطاب ارشاد فرماتے تھے۔ تادیر یہ ذمہ داری آپ کے معمولات میں شامل رہی اور اس اعزاز کا کیا کہنا کہ اعلیٰ حضرت سیال شریف حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات مبارکہ "مرأۃ العاشقین" (فارسی) میں بھی آپ کا ذکر کثرت کے ساتھ پایا جاتا ہے۔

بقول شخصے

ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اُس محفل میں ہے

(از افاداتِ عالیہ حضرت صاحبزادہ پیر محمد کمال الدین معظمی صاحب دَامَتْ فُیُوْضُکُمُ الْعَالِیَہ
نبیرۂ حضرت خواجہ محمد معظم الدین مرولوی رحمۃ اللہ علیہ)

دورانِ جماعت صفوں کی اہمیت وفضیلت

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم صفوں کو سیدھا رکھنے اور صف مکمل کرنے کی بہت زیادہ تاکید فرماتے تھے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم صف میں خالی جگہ چھوڑنے کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

(اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ الصُّفُوْفَ)

''بے شک صفوں کو مکمل کرنے والوں پر اللہ رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے اُن کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔''

(المستدرک علی الصحیحین، از امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم نیشاپوری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ المتوفّٰی 405ھ،
باب فی مواقیت الصلوٰۃ، رقم الحدیث 884، جلد 1، صفحہ 344، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

(الترغیب والترھیب، از حافظ زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ المتوفّٰی 656ھ،
کتاب الصلاۃ، رقم الحدیث 319/1، جلد نمبر 1، صفحہ 191، مطبوعہ زم زم پبلشرز کراچی)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ تاجدارِ کونین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے:

(اَقِیْمُوا الصُّفُوْفَ فَاِنَّمَا تَصِفُّوْنَ بِصُفُوْفِ الْمَلَائِکَۃِ وَحَاذُوْا بَیْنَ الْمَنَاکِبِ وَسَدُّوْا الْخَلَلَ وَلِیْنُوْا فِیْ اَیْدِیْ اِخْوَانِکُمْ وَلَا تَذَرُوْا فُرُجَاتٍ لِّلشَّیَاطِیْنِ مَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَہُ اللّٰہُ وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَہُ اللّٰہُ)

''صفوں کو سیدھا رکھا کرو کیونکہ تمہیں فرشتوں کی طرح صف بندی کرنی چاہیے اور کندھوں کو سیدھا رکھو۔ صف کی خالی جگہیں پُر کرو، اور اپنے بھائیوں کے نرم ہو جاؤ۔ صف میں شیطانوں کے لئے کھڑکیاں نہ چھوڑو۔ جو صف کو مکمل کرے گا اللہ اس کو مکمل کرے گا۔ جو صف کو نامکمل رکھے گا اللہ اُس کو نامکمل رکھے گا۔''

(سنن ابی داؤد باب تسویۃ الصفوف، از امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ
المتوفی 275ھ، صفحہ 104، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

(المستدرک علی الصحیحین، امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم نیشاپوری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ المتوفّٰی 405ھ،
باب فی مواقیت الصلوٰۃ، رقم الحدیث 883، جلد 1، صفحہ 343، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

(الترغیب والترھیب، از حافظ زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری المتوفّٰی 656ھ، جلد 1، صفحہ 189،
باب الترغیب فی تسویۃ الصفوف، رقم الحدیث 314/9، مطبوعہ زم زم پبلشرز کراچی)
(سنن نسائی، امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی المتوفّٰی 303ھ،
حصہ 1، صفحہ 131، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

صفوں کو درست نہ کرنے کی وجہ سے آپس میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
(سَوُّوْا صُفُوْفَکُمْ اَوْلَیُخَالِفَنَّ بَیْنَ وَجُوْهِکُمْ)
''صفوں کو سیدھا (مکمل) رکھو نہیں تو اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کو ایک
دوسرے کا مخالف کر دے گا۔''

(سنن ابن ماجہ، از امام ابوعبداللہ محمد ابن ماجہ المتوفّٰی 273ھ،
باب اقامۃ الصفوف، صفحہ 70،
مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

محدثینِ کرام نے اس حدیث مبارکہ کی تشریح میں یہ کہا ہے کہ صفوں کو درست نہ کرنے کی وجہ سے آپس میں نفرت اور بُغض پیدا ہونے کا خدشہ ہے۔ نیز صفوں کو مکمل نہ کرنے کی وجہ سے باجماعت نماز پڑھنے کے فیوض و برکات ختم ہو جاتے ہیں اور چہروں کے مخالف ہونے کا ایک معنیٰ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ
(تَغَیُّرُ صُوْرَةٍ اِلٰی صُوْرَةٍ اُخْرٰی)
''چہرے کا تبدیل ہو جانا یعنی کہ مسخ ہو کر صورت کا بگڑ جانا۔''

(کذا فی النہایہ والمجمع)

اور بعض محدثین نے یہ فرمایا ہے کہ جماعت کی صفوں کے معاملے میں اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی پیروی نہ کرنے کی وجہ سے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے اور عداوت و کدورت جنم لے لیتی ہے۔

صف کو درست کرنا نماز کی تکمیل کا حصہ ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ فَاِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ)

''اپنی صفوں کو درست رکھو کیونکہ صفوں کو درست کرنا نماز کی تکمیل کا حصہ ہے۔''

(سنن دارمی، از امام ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمان بن الفضل بن بہرام الدارمی رحمۃ اللہ علیہ التوفّٰی 255ھ، جلد 1، صفحہ 438، بابٌ فِي اِقَامَةِ الصُّفوف، رقم الحدیث 1295، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

(الترغیب والترہیب، از حافظ زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری رحمۃ اللہ علیہ التوفّٰی 656ھ، جلد 1، صفحہ 188، باب الترغيب فی تسوية الصفوف، رقم الحدیث 318/7، مطبوعہ زم زم پبلشرز کراچی)

(سنن ابن ماجہ، از امام ابو عبداللہ محمد ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ التوفّٰی 273ھ، صفحہ 70، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

محدثین کرام نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ صفوں کو سیدھا کرنا نماز کا حُسن اور کمال ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ نماز کی سنتوں میں شامل ہے۔ جبکہ امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو فرض قرار دیا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

(رَاصُّوْا صُفُوْفَكُمْ وَقَارِبُوْا بَيْنَهَا وَحَاذُوْا بِالْاَعْنَاقِ فَوَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ اِنِّىْ لَاَرَى الشَّيَاطِيْنَ تَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَاَنَّهَا الْحَذَفُ)

''اپنی صفیں خوف گھنی رکھو اور اُس میں ایک دوسرے کے قریب کھڑے ہوا کرو اور گردنیں ایک سیدھ میں رکھو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ شیطان صف کی خالی جگہوں میں بھیڑ کے بچے کی طرح گھس جاتا ہے۔''

(سنن نسائی، امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی رحمۃ اللہ علیہ التوفّٰی 303ھ،

حصہ نمبر 1، صفحہ 131، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

(مسند احمد بن حنبل، از امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ التوفی 240ھ،

حدیث حضرت ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ، جلد 5، صفحہ 262، مطبوعہ بیروت)

(الترغیب والترہیب، از حافظ زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی المنذری رحمۃ اللہ علیہ التوفی 656ھ،

جلد 1، صفحہ 189، باب الترغیب فی تسویۃ الصّفوف،

رقم الحدیث 318/7، مطبوعہ زم زم پبلشرز کراچی)

صف کی خالی جگہ پُر کرنے والے کی مغفرت ہو جاتی ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(مَنْ سَدَّ فُرْجَةً غُفِرَلَهٗ)

''جس نے صف کی خالی جگہ پُر کی اُس کی مغفرت ہوگئی۔''

(سنن ابن ماجہ، باب فضل الصف المقدم، امام ابو عبد اللہ محمد ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ

التوفی 273ھ، صفحہ نمبر 70، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

(مصنف ابن ابی شیلبہ، جلد نمبر 1، صفحہ 380)

(مسند احمد بن حنبل، جلد 6، صفحہ 89، رقم الحدیث: 25,094)

(درمختار، از علامہ علاو الدین الحصکفی التوفی 1088ھ،

باب الامامہ، جلد 2، صفحہ 312، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں ''فتاویٰ عالمگیری'' کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

''جو شخص صف میں خالی جگہ دیکھ کر اسے بند کر دے گا اس کی مغفرت ضرور ہو جائے۔''

(''بہارِ شریعت''، ''باب جماعت کا بیان''، جلد نمبر 1، صفحہ 214، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

جب اقامت کے دوران حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہا جائے تب نمازی کھڑے ہوں:

حضرت امام محمد بن اسمٰعیل البخاری التوفی 252ھ، حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت

کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

(اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوْنِیْ)

''جب نماز کی اقامت کہی جائے تو تم اُس وقت تک کھڑے نہ ہو جب تک مجھے نہ دیکھ لو۔''

(صحیح بخاری، از امام محمد بن اسمٰعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ التوفّٰی 252ھ، جلد 1، صفحہ 88، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

مذکورہ بالا حدیثِ مبارکہ میں آنحضرت ﷺ نے پرا قامت کی ابتداء میں کھڑے ہونے سے واضح طور پر منع فرمادیا ہے اور علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ التوفّٰی 855ھ اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ

''امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد حسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ مؤقف یہ ہے کہ جب اقامت کے دوران ''حی علی الصلوۃ'' کہا جائے تب کھڑے ہونا مستحب ہے۔''

(عمدۃ القاری، جلد 5، صفحہ 154-153، مطبوعہ مصر)

نیز ''فتاویٰ عالمگیری'' میں ہے کہ

(اِنْ کَانَ الْمُؤَذِّنُ غَیْرَ الْاِمَامِ وَکَانَ الْقَوْمُ مَعَ الْاِمَامِ فِی الْمَسْجِدِ فَاِنَّہٗ یَقُوْمُ الْاِمَامُ وَالْقَوْمُ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ عِنْدَ عُلَمَائِنَا الثَّلَاثَۃِ)

''اگر اذان امام کے علاوہ کسی اور نے دی ہو اور نمازی اور امام اکٹھے مسجد میں (نماز کے انتظار میں) ہوں تو (ایسی صورت میں) جب مؤذّن حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہے تو تب امام اور نمازی کھڑے ہوں۔ ہمارے تینوں اماموں[1] کے نزدیک یہی (طریقہ) صحیح ہے۔''

(الفتاویٰ العالمگیریہ، از ملّا شیخ نظام الدین الحنفی التوفّٰی 1161ھ، وجماعت من علمائے ہند

---

[1] تینوں اماموں سے مراد مندرجہ ذیل تین امام ہیں۔ ۱۔ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ التوفّٰی 150ھ
۲۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ التوفّٰی 182ھ ۳۔ امام محمد بن حسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ التوفّٰی 189ھ

الفصل الثانی فی کلمات الاذان والاقامۃ وکیفیتھما،
جلد 1، صفحہ 57، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ 1403ھ)

اور ''فتاویٰ عالمگیریہ'' میں اس سے قبل لکھا ہے۔

(اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ عِنْدَ الْاِقَامَةِ یُکْرَهُ لَهُ الْاِنْتِظَارُ قَائِمًا وَلٰکِن یَقْعُدُ ثُمَّ یَقُوْمُ اِذَا بَلَغَ الْمُؤَذِّنُ قَوْلَهٗ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ)

''اگر کوئی شخص (مسجد میں) اقامت کے وقت داخل ہوا تو اس کو کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے۔ وہ بیٹھ جائے اور جب (اقامت کہنے والا) حی علی الفلاح پر پہنچے تو تب کھڑا ہو جائے۔''

(الفتاویٰ العالمگیریہ از ملا شیخ نظام الدین الحنفی رحمۃ اللہ علیہ التوفی 1161ھ و جماعت من علمائے ہند
الفصل الثانی فی کلمات الاذان والاقامۃ وکیفیتھما
جلد 1، صفحہ 57 مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ 1403ھ)

مذکورہ بالا حوالہ جات سے یہ ثابت ہو گیا کہ اقامت سے پہلے یا اُس کی ابتداء میں کھڑا ہونا درست نہیں ہے۔ اس سے نہ صرف حدیث مبارکہ میں منع کیا گیا ہے بلکہ فقہائے کرام نے اس کو مکروہ قرار دیا ہے اور مستحب یہی ہے کہ اقامت کو بیٹھ کر سنا جائے اور حی علی الصلوٰۃ کے بعد یا حی علی الفلاح پر کھڑے ہونا چاہیے۔ اس موضوع پر متعدد احادیث اور بیسیوں حوالہ جات موجود ہیں تاہم طوالت کے خوف سے اُن کو نقل کرنے سے پرہیز[1] کیا جاتا ہے۔

صف کی خالی جگہ پُر کرنے کے لئے نمازی کے کندھے پر ہاتھ رکھا جائے اور نمازی کو چاہیے کہ وہ ایک طرف مائل ہو کر جگہ دے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(خِیَارُکُمْ اَلْیَنُکُمْ مَنَاکِبَ فِی الصَّلٰوةِ)

''تم میں سے سب سے بہتر وہ ہیں جن کے کندھے دورانِ نماز سب سے

1۔ صاحب فیروز اللغات نے پرہیز کو مذکر لکھا ہے۔ (مصنف)

زیادہ نرم ہوتے ہیں۔"

(سنن ابی داؤد، باب تسویۃ الصفوف، از امام داؤد سلیمان بن اشعث رحمۃ اللہ علیہ
التوفّٰی 275ھ، صفحہ 105، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

(صحیح ابن خزیمہ، جلد 3، صفحہ 29، رقم الحدیث 1566)

(درمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، از علامہ علاؤ الدین محمد بن علی بن محمد الحصکفی رحمۃ اللہ علیہ
التوفّٰی 1088ھ، جلد نمبر 2، صفحہ 313، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

اس حدیث میں وارد ہونے والے الفاظ "کندھوں کے نرم" ہونے کا معنی و مفہوم علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان کرتے ہیں:

"جو شخص صف کی خالی جگہ پُر کرنا چاہے یا کسی صف میں سے گزر کر اُس سے اگلی صف کی خالی جگہ کو پر کرنا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ نمازی کے کندھے پر ہاتھ رکھے اور اُس نمازی کے لئے حکم ہے کہ اپنے کندھے کو ایک طرف مائل کر کے اُس شخص کو گزرنے کا موقع دے۔ اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ

(ذَاكَ اِعَانَةٌ عَلٰى اِدْرَاكِ الْفَضِيْلَةِ وَاِقَامَةِ لِسَدِّ الْفُرُجَاتِ)

"ایسا کرنا ایک فضیلت کو حاصل کرنے اور صف کی خالی جگہ کو پر کرنے میں مدد دینا ہے۔"

اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دورانِ جماعت کندھے نرم رکھنے والوں کو سب سے بہتر قرار دیا۔

البتہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"اگر کوئی شخص دورانِ نماز کندھے پر ہاتھ رکھ کر خالی جگہ بھرنے کی غرض سے راستہ یا جگہ طلب کرے تو اُس کو ایک دو لمحات کی تاخیر کر کے رستہ یا جگہ دینی چاہیے تا کہ دورانِ نماز عام انسان کے حکم کی تعمیل لازم نہ آئے۔ لیکن اگر نمازی نے فوراً ایسا کر بھی دیا تو بعض آئمہ کرام کے نزدیک کوئی حرج نہیں کیونکہ

(بِاَنَّ اِمْتِثَالَهٗ هُوَ لِاَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ)

''اُس (جگہ دینے والے نمازی) نے اللہ کے رسول کے حکم کا پیروی کیا ہے۔''

(ردالمختار، المعروف بفتاویٰ شامی از سید محمد ابن عابدین الشامی رحمۃ اللہ علیہ التوفّٰی 1252ھ، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، جلد 2، صفحہ 313,314، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

تاہم بہتر یہی ہے کہ ایک دو لمحات کی تاخیر کے بعد اپنے ارادے سے اس کو جگہ یا راستہ فراہم کیا جائے تاکہ عام بندے کے حکم کی تعمیل بھی لازم نہ آئے اور علماء کے اختلاف سے بھی نجات مل جائے اور ہر قسم کے شک وشبہ سے چھوٹ حاصل ہو جائے، اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مؤقف ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 7، صفحہ 61، باب الجماعۃ، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ لاہور مئی 2001ء)

اگلی صف کی خالی جگہ پُر کرنے کیلئے پچھلی صف کو چیرنا جائز ہے:

''فتاویٰ عالمگیری'' اور ''درِ مختار'' میں ہے کہ

(وَاِنْ وَّجَدَ فِی الصَّفِّ الْاَوَّلِ فُرْجَةً يَخْرِقُ الصَّفَّ الثَّانِیْ)

''اگر نمازی اگلی صف میں خالی جگہ دیکھے تو وہ دوسری صف کو چیر کر (جماعت میں شامل ہو)''

(الدُّرُّ المختار، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامہ، از علامہ علاؤالدین محمد بن علی بن محمد الحصکفی رحمۃ اللہ علیہ التوفّٰی 1088ھ، جلد 2، صفحہ 312، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

(فتاویٰ عالمگیری، از شیخ نظام الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ التوفّٰی 1161ھ، وجماعت، از علمائے ہند، جلد 1، صفحہ 89، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ''فتاویٰ رضویہ'' میں فرماتے ہیں کہ ''اگر پہلی صف میں خالی جگہ رہ گئی اور نمازیوں نے نیتیں باندھ لیں اب کوئی

نمازی آیا اور وہ اُس خالی جگہ میں کھڑا ہونا چاہتا ہے تو وہ مقتدیوں پر ہاتھ رکھ کر اشارہ کرے تو انہیں حکم ہے کہ دب جائیں اور (اُس کو گزرنے کے لئے) جگہ دے دیں تا کہ صف بھر جائے۔ (یعنی کہ مکمل ہو جائے)''

پھر اگلے صفحے پر فرماتے ہیں کہ

''بحرالرائق'' میں ہے

(لَاحُرْمَةَ لِتَقْصِیْرِهِمْ)

دوسری صف والوں کی کوتاہی کی وجہ سے بعد میں آنے والے کے لئے دوسری صف کو چیرنا جائز ہے۔''

''شرح نورالایضاح'' اور ''درمختار'' میں بھی یہ مسئلہ موجود ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 7، صفحہ 61، باب الجماعۃ،

مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ لاہور مئی 2001ء)

صف کی خالی جگہ پُر کرنے کیلئے نمازی کے آگے سے گزرنا بھی جائز ہے۔

فقہ حنفی کی کتاب ''القنیہ'' کے باب فی السترۃ میں ہے کہ

(لَوْقَامَ فِی اٰخِرِ الصَّفِّ فِی الْمَسْجِدِ وَبَیْنَهٗ وَبَیْنَ الصُّفُوْفِ مَوَاضِعُ خَالِیَةٌ فَلِلدَّاخِلِ اَنْ یَّمُرَّ بَیْنَ یَدَیْهِ لِیَصِلَ الصُّفُوْفَ لِاَنَّهٗ اَسْقَطَ حُرْمَةَ نَفْسِهٖ فَلَا یَاْثِمُ الْمَارُّ بَیْنَ یَدَیْهِ)

''اگر ایک نمازی آخری صف میں کھڑا ہو گیا حالانکہ اِس کے اور دوسری صفوں کے درمیان خالی جگہیں تھیں تو اُس کے بعد آنے والے نمازی کو اجازت ہے کہ وہ اُس کے آگے سے گزر کر اگلی صف مکمل کرے (بشرطیکہ گزرنے کا کوئی اور راستہ نہ ہو) کیونکہ آخری صف میں کھڑے ہونے والے نے اپنا احترام خود ختم کیا ہے۔ لہٰذا اُس کے سامنے سے گزرنے والا گنہ گار نہیں ہوگا۔''

(ردّالمحتار، المعروف فتاویٰ شامی، از سید محمد امین ابن عابدین الشامی رحمۃ اللہ علیہ المتوفّٰی 1252ھ،
کتاب الصلوٰۃ، باب الامامہ، جلد 2، صفحہ 313، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)
(فتاویٰ رضویہ، از امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفّٰی 1921ء،
باب الجماعہ، جلد 7، صفحہ 45، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ لاہور مئی 2001ء)

صف کی خالی جگہ پُر کرنے کے لئے نمازی کے اوپر پاؤں رکھنا بھی جائز ہے:

حضرت امام شہردار بن شیرویہ الدیلمی رحمۃ اللہ علیہ المتوفّٰی 558ھ اپنی کتاب ''مسند الفردوس'' میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(مَنْ نَظَرَ اِلٰی فُرْجَةٍ فِی صَفٍّ فَلْیَسُدَّهَا بِنَفْسِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَفْعَلْ فَمَرَّ مَارٌّ فَلْیَتَخَطَّ عَلٰی رَقَبَتِهٖ فَاِنَّهٗ لَا حُرْمَةَ لَهٗ)

''جس کو صف میں خالی جگہ نظر آئے وہ خُود اس جگہ کو پُر کرے اگر اُس نے ایسا نہ کیا اور کوئی دوسرا نمازی آیا (تو اب اِس کو اجازت ہے) کہ اُس کی گردن پر قدم رکھ کر (اُس خالی جگہ کو پُر کرنے کے لئے) چلا جائے کیونکہ (صف میں خالی جگہ چھوڑنے کی وجہ سے) اُس کا احترام باقی نہیں رہا''

(ردّالمحتار، المعروف فتاویٰ شامی،
از سید محمد امین ابن عابدین الشامی رحمۃ اللہ علیہ المتوفّٰی 1252ھ،
کتاب الصلوٰۃ، باب الامامہ، جلد 2، صفحہ 313، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)
(فتاویٰ رضویہ، از امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفّٰی 1921ء،
باب الجماعہ، جلد 7، صفحہ 46، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ لاہور مئی 2001ء)

اگر با جماعت نماز پڑھتے ہوئے نمازی کو اگلی صف میں خالی جگہ محسوس ہو تو وہ دورانِ نماز چل کر اس جگہ کو پُر کر دے:

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پھر مزید فرماتے ہیں کہ
''علامہ ابن امیر الحاج حلیہ میں ذخیرہ سے نقل کرتے ہیں کہ

(اِذَا کَانَ فِی الصَّفِ الثَّانِیْ فَرَاٰی فُرْجَةً فِی الْاَوَّلِ فَمَشٰی اِلَیْھَا لَمْ تَفْسُدْ صَلَاتُہٗ لِاَنَّہٗ مَامُوْرٌ بِالْمُرَاصَّةِ وَلَوْ کَانَ فِی الصَّفِّ الثَّالِثِ تَفْسُدْ)

''اگر کوئی آدمی دوسری صف میں کھڑا تھا کہ اُس نے پہلی صف میں خالی جگہ دیکھی اور آگے چل کر اُس جگہ کو پُر کر دیا تو اس کی نماز نہیں ٹوٹے گی۔ کیونکہ نماز میں مل کر کھڑا ہونا حکم شرعی ہے۔ (ہاں) اگر وہ نمازی تیسری صف (سے چل کر پہلی میں آیا) تھا تو پھر نماز ٹوٹ جائے گی۔''

(ردّالمختار المعروف فتاویٰ شامی، از سید محمد امین ابن عابدین الشامی رحمۃ اللہ علیہ المتوفّٰی 1252ھ، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامہ، جلد 2، صفحہ 312، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

(فتاویٰ رضویہ، از امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفّٰی 1921ء، باب الجماعہ، جلد 7، صفحہ 46، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ لاہور مئی 2001ء)

یعنی کہ صف کی خالی جگہ کو پُر کرنے کے لئے ایک صف کی مقدار کے برابر نماز میں چلنا جائز ہے۔ کیونکہ یہ ''مشی قلیل'' (کم چلنا) ہے اور شریعت کے حکم کی تعمیل کے لئے ہے۔

تاہم واضح رہے کہ صف کی خالی جگہ پُر کرنے کے مقصد کے علاوہ نمازی کے آگے سے گزرنا سخت، ناجائز و ممنوع اور باعثِ عذاب و عتاب ہے اور شدید گناہ ہے نیز حق تعالیٰ کے غضب کا موجب ہے۔ کیونکہ احادیثِ مبارکہ میں اس بارے میں سخت وعیدیں وارد ہوئیں ہیں۔

سب سے افضل صف، پہلی صف ہے:

حضرت براءِ بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

(اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَآئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الصَّفِّ الْاَوَّلِ)

''بے شک اللہ پہلی صف والوں پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے ان

کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔''

سنن ابن ماجہ، از امام ابو عبداللہ محمد ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 273ھ،
باب فضل الصّف المقدم، صفحہ 70، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ

(قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِی الصَّفِّ الْاَوَّلِ لَکَانَتْ قُرْعَۃٌ)

''نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگوں کو پہلی صف میں کھڑے ہونے کا ثواب معلوم ہو جائے تو وہ آپس میں قرعہ اندازی کرنے لگ پڑیں۔''

(سنن ابن ماجہ، از امام ابو عبداللہ محمد ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 273ھ،
باب فضل الصف المقدم، صفحہ 70، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

امام کی دائیں جانب ثواب زیادہ ہے:

حدیثِ مبارکہ میں آیا ہے کہ

(اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اِذَا اَنْزَلَ الرَّحْمَۃَ عَلَی الْجَمَاعَۃِ یَنْزِلُھَا اَوَّلًا عَلَی الْاِمَامِ، ثُمَّ تَتَجَاوَزُعَنْہُ اِلٰی مَنْ بِحَذَائِہٖ فِی الصَّفِ الْاَوَّلِ ثُمَّ اِلَی الْمَیَامِنِ ثُمَّ اِلَی الْمَیَاسِرِ ثُمَّ اِلَی الصَّفِّ الثَّانِی)

''اللہ تعالیٰ جب باجماعت نماز پڑھنے والوں پر رحمت بھیجتا ہے تو سب سے پہلے امام پر بھیجتا ہے، اس کے بعد پہلی صف میں اس کے بالکل پیچھے کھڑے ہونے والے مقتدی پر، پھر امام کے دائیں جانب والوں پر، پھر بائیں جانب والوں پر، اور اُن کے بعد پھر دوسری صف والوں پر رحمت کا نزول ہوتا ہے۔''

(ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، از سید محمد ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1252ھ،
باب الامامۃ، جلد 2، صفحہ 310، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

''فتاویٰ عالمگیری'' میں ہے کہ

(اَفْضَلُ مَكَانَ الْمَأْمُوْمِ حَيْثُ يَكُوْنُ اَقْرَبُ لِلْاِمَامِ)

"دورانِ جماعت جو جگہ امام کے جتنی زیادہ قریب ہے وہ اُتنی زیادہ افضل ہے۔"

(فتاویٰ عالمگیری، از شیخ نظام الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ التوفّی 1161ھ، وجماعت، از علمائے ہند، جلد 1، صفحہ 89، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

نمازِ جنازہ کی آخری صف افضل ہے:

جبکہ علامہ علاؤالدین محمد بن علی بن محمد الحصکفی رحمۃ اللہ علیہ التوفّی 1088ھ فرماتے ہیں:

(خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا فِي غَيْرِ جَنَازَةٍ ثُمَّ وَ ثُمَّ)

"مردوں کی صفوں میں سب سے بہتر صف، پہلی صف ہے مگر جنازہ کی پہلی صف افضل نہیں ہے (آخری افضل ہے) پھر اُس کے ساتھ والی اور پھر اُس کے ساتھ والی۔"

(درِّ مختار، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، جلد 2، صفحہ 311,312، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

یعنی کہ پنجگانہ نمازوں اور جمعہ وعیدین کی جماعت کے دوران پہلی صف افضل ہے۔ جبکہ جنازہ کی آخری صف افضل ہے۔

جنازہ کی آخری صف کے افضل ہونے کی حکمتیں

پہلی حکمت:

جنازہ کی آخری صف کے افضل ہونے کی پہلی حکمت یہ ہے کہ اس میں صفوں کی کثرت ہونی چاہیے، اور صفیں طاق عدد کے موافق ہونا مستحب ہے، اگر پہلی صف کو افضل قرار دے دیا جاتا تو لوگ زیادہ صفیں بنانے سے گریز کرتے اور پہلی صف کو حد سے زیادہ لمبا کر دیتے اور آخری صفوں میں کھڑے ہونے میں ہچکچاہٹ کا اظہار کرتے، اسی وجہ سے پہلی کی بجائے آخری صف کو

افضل قرار دیا گیا ہے۔

(بحوالہ ردّالمحتار)

دوسری حکمت:

دوسری حکمت یہ ہے کہ جنازہ ایک دعا ہے کوئی مستقل نماز نہیں ہے جو لوگ پیچھے ہیں وہ آگے والوں کو اپنا شفیع اور وسیلہ بناتے ہیں جو جتنا پیچھے ہے اس کے شفیع اتنے زیادہ ہیں۔ اسی لئے ان کو فضیلت حاصل ہے۔

(درمختار)

ان کے علاوہ بھی علماء نے بعض حکمتیں بیان کی ہیں جو کہ دقیق قسم کی علمی بحث سے تعلق رکھتی ہیں، مگر کسی کے بارے میں بھی قطعیت وحتمیت کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ مجتہدین کرام وفقہائے عظام نے جنازہ کی آخری صف کو افضل قرار دیا ہے۔

(واللہ اعلم)

دورانِ جماعت مردوں اور بچوں کے کھڑا ہونے کی ترتیب

''فتاویٰ عالمگیری'' کے ''باب فی صفۃ الصلوٰۃ'' کی ''الفصل الخامس فی بیان مقام الامام والمأموم'' میں ہے کہ

(يَقُوْمُ الرِّجَالُ أَقْصَى مَايَلِي الْإِمَامُ ثُمَّ الصِّبْيَانُ ثُمَّ الْخُنَاثٰى ثُمَّ الْإِنَاثُ ثُمَّ الصِّبْيَاتُ الْمُرَاهِقَاتُ)

''امام کے سب سے زیادہ قریب (پہلی صف) میں مرد کھڑے ہوں پھر بچے پھر خواجہ سرا[1] پھر عورتیں پھر کم سن بچیاں۔''

۱۔ مخنث، ہیجڑا (فیروز اللغات)

(فتاویٰ عالمگیری، بحوالہ بحرالحیط، از مولانا شیخ نظام الدین الحنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1161ھ،
وجماعت، از علمائے ہند، جلد 1، صفحہ 88، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

واضح رہے کہ فقہائے کرام کا یہ طریقہ ہے کہ وہ جب کسی مسئلے کے اوپر بحث کرتے ہیں تو اس کی تمام کلیات و جزئیات کی وضاحت فرماتے ہیں اور اس کی تمام ممکنہ و غیر ممکنہ صورتوں کو بھی بیان کرتے ہیں۔ اس لئے مذکورہ بالا مسئلے میں مردوں اور بچوں کے علاوہ تیسری صنف (خواجہ سراؤں) اور عورتوں وغیرہ کے بھی جماعت میں کھڑے ہونے کی ترتیب کو بیان کیا گیا ہے۔ عورتوں کا ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ زمانہ نبوی میں نہ تو فحاشی و عریانی کا کوئی وجود تھا اور نہ ہی بے حیائی و بدنظری کا کوئی تصور تھا لہٰذا عورتیں اور نابالغ بچیاں باجماعت نماز کے لئے مسجد میں حاضر ہوتی تھیں اور شرعی پردے کا مکمل اہتمام کر کے نماز میں شریک ہوتیں تھیں اور کسی قسم کا کوئی فتنہ پیدا نہیں ہوتا تھا۔ مگر اب چونکہ فحاشی و عریانی اپنے عروج پر ہے اور بے حیائی و بدنگاہی کا دور دورہ ہو چکا ہے۔ اس وجہ سے فقہائے کرام نے عورتوں کے مسجد میں آ کر نماز پڑھنے کو مکروہ قرار دے دیا ہے۔ کیونکہ یہ فتنہ وفساد کا باعث ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

(لَوْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ رَاٰى مَنَ النِّسَاءِ مَارَأَيْنَا لَمَنَعَهُنَّ مِنَ الْمَسجِدِ كَمَا مَنَعَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلُ نِسَاءَهَا)

"اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے زمانے کی عورتوں (کی اخلاقی حالت) کو ملاحظہ فرماتے تو ان کو مسجدوں میں جانے سے منع کر دیتے جیسے بنی اسرائیل نے اپنی عورتوں کو منع کیا تھا۔"

(مسند احمد بن حنبل، از امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، مرویات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
رقم الحدیث 25,109، جلد 11، صفحہ 169، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)
(صحیح بخاری، از امام محمد بن اسمٰعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 194ھ،
باب خروج النساء الی المساجد، جلد 1، صفحہ 120، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

(صحیح مسلم،ازامام مسلم بن الحجاج القشیری رحمۃ اللہ علیہ المتوفٰی 261ھ،

باب خروج النساء الی المساجد،جلد1،صفحہ183،مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

قارئین کرام!..........ذراغورفرمائیے!!!

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا وصال مبارک 17 رمضان المبارک 58ھ کو ہوا۔گویا کہ تاجدار کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہا چالیس سال تک دنیا میں رہیں، اور مذکورہ بالا حدیثِ مبارکہ میں آپ اپنے زمانے کی خواتین کی حالت کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے فرما رہی ہیں(الا ماشاءاللہ) کہ

''اگر میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی اخلاقی حالت کو دیکھ لیتے تو مسجدوں میں جانے سے منع فرمادیتے۔''

تو ہمارے زمانے کی عورتیں اُن خواتین کے سامنے کیا حیثیت رکھتیں ہیں......؟(الا ماشاءاللہ)

حضرت علامہ شمس الدین محمد بن عبداللہ بن احمد التمر تاشی رحمۃ اللہ علیہ المتوفٰی 1004ھ اپنی معروف عالم کتاب ''تنویرالابصار''میں فرماتے ہیں:

(وَیَکْرَہُ حُضُوْرُھُنَّ الْجَمَاعَۃَ مطلقًا)

''عورتوں کا مسجد میں جماعت کے لئے حاضر ہونا مطلقا (بالکل) مکروہ ہے۔''

(تنویرالابصار،کتاب الصلوٰۃ،باب الامامۃ،جلد2،صفحہ307،مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

اس بارے میں''فتاویٰ عالمگیری''میں ہے:

(وَالْفَتْوٰی الْیَوْمَ عَلَی الْکَرَاھَۃِ فِی کُلِّ الصَّلَوَاتِ لِظُھُوْرِ الْفَسَادِ)

''آج کل کے زمانے کے بارے میں فتویٰ یہ ہے کہ عورتوں کا کسی بھی نماز کے لئے مسجد میں آنا مکروہ ہے۔کیونکہ ان کے آنے کی وجہ سے فتنہ وفساد کے ظاہر ہونے کا خدشہ ہے۔''(''الکافی''اور''تبیین''میں بھی یوں ہی

لکھا ہے۔)

(فتاوی عالمگیری، از مولانا شیخ نظام الدین الحنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1161ھ، و جماعت از علمائے ہند، جلد 1، صفحہ 88، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

نیز فقہ حنفی کی دو مشہور کتب ''در مختار'' اور ''رد المحتار المعروف فتاوی شامی'' میں بھی یوں ہی لکھا ہے۔

عورتوں کے لئے گھر کے کس حصے میں نماز پڑھنا افضل ہے:

حضرت ابو حُمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت ام حُمید الساعدی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''میں سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے آپ کے پیچھے باجماعت نماز پڑھنا بہت پسند ہے۔''

آپ نے فرمایا:

(قَدْ عَلِمْتُ اَنَّكِ تُحِبِّيْنَ الصَّلٰوةَ مَعِيَ، وصَلَاتُكِ فِي بَيْتِكِ خَيْرٌ مِّنْ صَلَاتِكِ فِي حُجْرَتِكَ وصَلَاتُكِ فِي حُجْرَتِكِ خَيْرٌ مِّنْ صَلَاتِكِ فِي دَارِكِ وصَلَاتُكِ فِي دَارِكِ خَيْرٌ مِّنْ صَلَاتِكِ فِي مَسْجِدِ قَوْمِكِ)

''ہاں میں جانتا ہوں کہ تم میرے پیچھے باجماعت نماز پڑھنا پسند کرتی ہو لیکن (یاد رکھو) تمہارے لئے گھر کے اندرونی کمرے میں نماز پڑھنا، برآمدے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور صحن میں نماز پڑھنا، محلے کی مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔'' (اس کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے۔)

(الترغیب والترہیب، از حافظ زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی المنذری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 656ھ، کتاب الصلوۃ، رقم الحدیث 233/1، جلد نمبر 1، صفحہ 150، مطبوعہ زم زم پبلشرز کراچی)

واضح رہے کہ اس حدیث کا اطلاق صرف خواتین پر ہی ہوتا ہے۔ مردوں پر ہرگز ہرگز نہیں ہوتا۔

دورانِ جماعت کم سن بچے اگر زیادہ ہوں تو علیحدہ صف بنائیں اگر بچہ اکیلا ہے تو مردوں کی صف میں کھڑا ہو بشرطیکہ نماز کی سمجھ رکھتا ہو:

گزشتہ صفحات میں آپ صفوں کی ترتیب کے بارے میں پڑھ چکے ہیں کہ مردوں کے بعد بچوں کی صفیں ہونی چاہئیں۔ مگر یاد رہے کہ بچوں کی علیحدہ صف صرف اس صورت میں بنانی ہے جب وہ تعداد میں زیادہ ہوں۔ کیونکہ ''درمختار'' میں ہے:

(ظَاهِرُهٗ تَعَدُّدُهُمْ، فَلَوْ وَاحِدًا دَخَلَ الصَّفَّ)

''بچے (اگر) متعدد ہیں (تو علیحدہ صف بنائیں) اور اگر بچہ اکیلا ہے تو پھر مردوں کی صف میں شامل ہو جائے۔ (بشرطیکہ نماز کی سمجھ بوجھ رکھتا ہو۔)

(درمختار، کتاب الصلوۃ، از علامہ علاؤالدین محمد بن علی بن محمد الحصکفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفّٰی 1088ھ، باب الامامۃ، جلد2، صفحہ 314، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

''یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ صف کے بائیں ہی ہاتھ کو کھڑا ہو علماء اسے صف میں آنے اور مردوں کے درمیان کھڑے ہونے کی اجازت دیتے ہیں۔''

(فتاویٰ رضویہ، باب الجماعۃ، جلد7، صفحہ 51، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ لاہور، مئی 2001ء)

نیز ''مراقی الفلاح شرح نور الایضاح'' میں ہے:

(اِنْ لَّمْ يَكُنْ جَمْعٌ مِّنَ الصِّبْيَانِ يَقُوْمُ الصَّبِيُّ بَيْنَ الرِّجَالِ)

''اگر بچے زیادہ نہ ہوں تو بچہ مردوں کے درمیان کھڑا ہو جائے۔''

(مراقی الفلاح، از علامہ الشرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ، صفحہ 168، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

واضح رہے کہ یہ مسائل ایسے بچے کے بارے میں ہیں جو نماز کی سمجھ بوجھ اور تمیز و شعور رکھتا ہے اور دیگر لوگوں کی نماز میں خلل نہیں ڈالتا اور نماز کے آداب سے قدرے واقفیت رکھتا ہے۔ لیکن اگر کوئی بچہ ایسا ہے جو نہ تو مسجد کے آداب سے واقف ہے نہ نماز کی سمجھ بوجھ اور شعور رکھتا ہے اور نمازیوں کی نماز میں خلل انداز ہوتا ہے تو ایسے بچے کو مسجد میں لانا جائز نہیں ہے بلکہ مسجد کی بے ادبی ہے اور ایک مکروہ کام ہے۔

اگر مقتدی صرف ایک ہو تو امام کے دائیں جانب کھڑا ہو جائے:

فقہ حنفی کی مشہور زمانہ کتاب ''الفتاویٰ العالمگیریہ'' کے ''باب فی صفة الصّلوة'' کی ''الفصل الخامس فی بیان مقام الامام والمأموم'' میں ہے:

(اِذَا کَانَ مع الْاِمَامِ رَجُلٌ وَّاحِدٌ اَوْصَبِیٌّ یَّعْقِلُ الصَّلَاةَ قَامَ عَنْ یَّمِیْنِہٖ وَھُوَ الْمُخْتَارُ)

''جب امام کے ساتھ صرف ایک مرد ہو یا صرف ایک ایسا بچہ ہو جو نماز کی سوجھ بوجھ رکھتا ہے تو وہ امام کے دائیں جانب کھڑا ہو اور یہی مستحب و مختار ہے۔''

(فتاویٰ عالمگیری، از شیخ ملا نظام الدین الحنفی رحمۃ اللہ علیہ التوفّی 1161ھ، و جماعت من علمائے ہند جلد 1، صفحہ 88، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

اگر صرف ایک مقتدی ہو اور وہ امام کے پیچھے یا بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو یہ مکروہ ہے۔

اکیلا مقتدی امام کی ایڑھیوں کے قریب اپنی انگلیاں رکھے:

امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''کافی شرح وافی'' کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ

(عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَسَنٍ الشَّیْبَانِیِّ اَنَّہٗ یَضَعُ اَصَابِعَہٗ عِنْدَ عَقَبِ

الْاِمَامِ وَهُوَ الَّذِی وَقَعَ عِنْدَ الْعَوَامِ)

''حضرت امام محمد بن حسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ التوفّٰی 189ء سے مروی ہے کہ (اگر مقتدی اکیلا ہوتو) وہ اپنے پاؤں کی انگلیوں کو امام کی ایڑھیوں کے پاس رکھے اور عوام میں بھی یہی طریقہ جاری ہے۔''

(فتاویٰ رضویہ، از امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ التوفّٰی 1921ء، جلد 7، صفحہ 50، باب الجماعۃ، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ لاہور مئی 2001ء)

(ردالمحتار، از سید محمد امین ابن عابدین الشامی رحمۃ اللہ علیہ التوفّٰی 1252ھ، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، جلد 2، صفحہ 307، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

اگر تیسرا نمازی آجائے تو پہلے کو پیچھے کھینچے:

''فتاویٰ عالمگیری'' میں ہے کہ

(فَجَاءَ ثَالِثٌ وَجَذَبَ الْمُؤْتَمُّ اِلٰی نَفْسِهٖ قَبْلَ اَنْ یُکَبِّرَ لِلْاِفْتِتَاحِ حُکِیَ عَنِ الشَّیْخِ الْاِمَامِ اَبِی بَکْرٍ طَرْخَالٍ لِاَنَّهٗ لَاتَفْسُدُ صَلَاةَ الْمُؤْتَمِّ جَذْبُهُ الثَّالِثَ اِلٰی نَفْسِهٖ) .

''اگر تیسرا نمازی بھی آگیا تو (اس کو چاہیے کہ) تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے وہ پہلے مقتدی کو (پیچھے سے) اپنی جانب کھینچے کیونکہ امام ابوبکر طرخال کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ تیسرے نمازی کے کھینچنے کی وجہ سے پہلے مقتدی کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔'' (بحر المحیط، فتاویٰ عتابیہ اور فتاویٰ تاتارخانیہ میں بھی یوں ہی ہے۔)

(فتاویٰ عالمگیری، از شیخ ملا نظام الدین البلخی رحمۃ اللہ علیہ التوفّٰی 1161ھ، وجماعت من علمائے ہند جلد 1، صفحہ 88، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

اگر تیسرا نمازی نہ کھینچے امام ایک صف کی مقدار آگے بڑھ جائے:

اگر تیسرے نمازی کو مسئلے کا علم نہ تھا اور وہ آتے ہی نماز میں شامل ہو گیا تو ایسی صورت

حال کے بارے میں ''فتاویٰ عالمگیری'' میں لکھا ہے:

(فَجَاءَ ثَالِثٌ وَدَخَلَ فِي صَلَاتِهِمَا فَتَقَدَّمَ حَتّٰى جَاوَزَ مَوْضَعَ سُجُوْدِهٖ مِقْدَارَ مَايَكُوْنُ بَيْنَ الصَّفِّ الْاَوَّلِ وَبَيْنَ الْاِمَامِ لَاتَفْسُدُ صَلٰوتُهٗ)

''اگر تیسرا نمازی آتے ہی اُن دونوں کے ساتھ جماعت میں شامل ہو گیا تو پھر امام کو چاہیے کہ آگے کی طرف قدم بڑھائے یہاں تک کہ مقتدی کے سجدہ دینے والی جگہ سے آگے ہو جائے یعنی کہ امام اور پہلی صف کے درمیان جتنا فاصلہ ہوتا ہے (اتنا آگے بڑھ جائے) اس کی نماز نہیں ٹوٹے گی۔''

(فتاویٰ عالمگیری از مولانا شیخ نظام الدین الحنفی التوفّی 1161ھ و جماعت من علمائے ہند جلد 1، صفحہ 88 مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

ایک احتیاط

بہر حال یہ واضح رہے کہ افضل یہی ہے کہ مقتدی پیچھے ہٹے۔ لیکن اگر پہلے مقتدی مسئلہ نہیں جانتا یا پیچھے ہٹنے کی گنجائش نہیں ہے تو ایسی صورت میں امام کو آگے بڑھنا چاہیے کہ ایک کا بڑھنا دو کے ہٹنے سے آسان ہے۔

اگر پہلا مقتدی مسئلہ نہیں جانتا اور پیچھے کی جانب نہیں آتا تو آنے والے نئے مقتدی کو چاہیے کہ امام کو آگے بڑھنے کا اشارہ کرے اور امام کو چاہیے کہ اس کا اشارہ ملتے ہی فوراً آگے کی جانب حرکت نہ کرے بلکہ معمولی سی تاخیر کے بعد آگے بڑھے تاکہ دوران، نماز عام انسان کے حکم کی پیروی نہ ہو اور جب بھی امام یا مقتدی اشارہ پا کر حرکت کریں تو دل میں اُس اشارے کی پیروی کی نیت نہ کریں بلکہ شریعت کے حکم کی پیروی کی نیت ہو۔ اگر اُس آنے والے نمازی کے حکم کی تعمیل کی نیت کی تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 7، صفحہ 138) (درمختار، جلد 1، صفحہ 189)

(فتاویٰ عالمگیری، جلد 1، صفحہ 88) (جدالممتار، جلد 1، صفحہ 273)

ایک صف میں دورانِ جماعت اکیلے پڑھنا جائز نہیں:

حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

(صَلّٰی رَجُلٌ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهٗ فَاَمَرَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْ یُّعِیْدَ)

''ایک شخص نے (دورانِ جماعت آخری) صف میں اکیلے نماز پڑھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کو نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم دیا۔''

(سنن ابن ماجہ، از امام ابو عبداللہ محمد ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ المتوفّی 273ھ،
باب صلوٰۃ الرجل خلف الصف وحدہ، صفحہ 70، مطبوعہ قدیمہ کتب خانہ کراچی)

اسی طرح حضرت شیبان بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

''ہم ایک وفد کی صورت میں تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کا شرف حاصل کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ باجماعت نماز پڑھی (پھر ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے رہے یہاں تک کہ اگلی نماز کا وقت ہو گیا) ہم نے وہ نماز بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے ادا کرنے کی سعادت حاصل کی پس جب ہم نے جماعت ختم کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ (دورانِ جماعت) آخری صف میں اکیلا نماز ادا کر رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(اِسْتَقْبِلْ صَلٰوتَکَ لَا صَلٰوۃَ لِلَّذِیْ خَلْفَ الصَّفِّ)

''نماز دوبارہ ادا کر کیونکہ (دورانِ جماعت) صف میں اکیلے نماز پڑھنے والے کی نماز بالکل (جائز) نہیں۔''

(سنن ابن ماجہ، از امام ابو عبداللہ محمد ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ المتوفّی 273ھ،
باب صلوٰۃ الرجل خلف الصف وحدہ، صفحہ 70، مطبوعہ قدیمہ کتب خانہ کراچی)

محدثین کرام نے اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"کراہت کے ارتکاب کی وجہ سے آنحضرت ﷺ نے مستحب طور پر نماز کو دوبارہ ادا کرنے کا حکم فرمایا"

(حاشیہ نمبر9، سنن ابن ماجہ، صفحہ 70)

اور اس حدیث کی شرح میں امام طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"آنحضرت ﷺ نے نماز کے دوبارہ ادا کرنے کا حکم اظہار ناراضگی اور سزا کے طور پر فرمایا"

تاہم جمہور علماء (یعنی کہ علماء حق کی اکثریت) کا یہ فیصلہ یہ ہے کہ

(اِنَّ الْاِنْفِرَادَ خَلْفَ الصَّفِّ مَکْرُوْہٌ غَیْرُ مُبْطِلٍ)

"(دورانِ جماعت) کسی صف میں اکیلے نماز پڑھنے سے نماز فاسد تو نہیں ہوتی مگر مکروہ ہو جاتی ہے۔"

(سنن ابن ماجہ، حاشیہ نمبر9، صفحہ 70)

اگر کوئی نمازی مسجد میں دورانِ جماعت آئے اور پہلی صف بھر چکی ہو اور دوسری صف میں وہ اکیلا ہو اور پیچھے سے کسی دوسرے نمازی کے آنے کی امید بھی نہ ہو تو اُس کو کیا کرنا چاہیے......؟

اس بارے میں "فتاویٰ عالمگیری" میں لکھا ہے کہ

(فَاِنْ جَرَّ اَحَدًا مِنَ الصَّفِّ اِلٰی نَفْسِہٖ وَقَامَ مَعَہٗ فَذَالِکَ اَوْلٰی)

"اگر وہ آنے والے نمازی اگلی صف میں سے کسی نمازی کو پیچھے اپنی طرف کھینچ لے اور اس کے ساتھ کھڑا ہو جائے تو یہ بہتر ہے۔"

مگر اس بات کا خیال رکھے کہ جس کو کھینچے وہ اس مسئلے کا علم رکھتا ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ سمجھے میری نماز ٹوٹ گئی ہے۔ اگر کوئی بھی مسئلہ نہیں جانتا تو پھر اکیلے ہی صف میں کھڑے ہو کر

جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لے کیونکہ مجبوری ہے۔اس لئے نماز مکروہ نہ ہوگی۔

(فتاویٰ عالمگیری،از شیخ نظام الدین الحنفی رحمۃ اللہ علیہ
المتوفی 1161ھ، وجماعت من علمائے ہند
الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلوٰۃ،
جلد 1، صفحہ 108، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

مورخہ 28 نومبر 2010ء بمطابق 21 ذوالحجہ 1431ھ بروز اتوار یہ کتاب پایہ تکمیل کو پہنچی۔

عبدہ المذنب

سید عطاء اللہ شاہ بخاری نظامی
جمیل ٹاؤن جہلم